کویت پر قبضے کے بعد سعودی عرب پر عراقی یلغار کے ناپاک عزائم

پس منظر اور پیش منظر اور کچھ پریشان کن سوالات

عراق نے کویت پر قبضے کے بعد سعودی عرب اور حرمین شریفین پر بھی فوجی یلغار کے مذموم ارادہ کے پیش نظر اپنی فوجیں سعودی سرحد پر لا کھڑی کی ہیں، خلیج میں مغربی طاقتوں کی فوجی مداخلت در حقیقت بہت سی واقعاتی شہادتوں کے مطابق یہودی ذہن کی ایک سوچی سمجھی سازش ہے کیونکہ سعودی عرب اور کویت کی مدد اور انکے تیل ہی کے ہتھیار سے افغانستان، فلسطین، فلپائن، برما اور روس میں جہاد اور تحریکاتِ آزادی کی لہریں اُٹھ رہی ہیں اور عالم اسلام متحد اور توانا ہو کر اپنی اصلی فکری بنیادوں کی طرف آرہا ہے اور اب عربوں سے تیل کا ہتھیار چھیننے اور مسلم دنیا کو مالی وسائل سے محروم کرنے اور تیل کی دولت سے مالامال عرب دنیا پر مغربی استعمار کے قبضے کا گھناؤنا منصوبہ تیار کر لیا گیا ہے۔ جس کا خاکہ یہودی دانشوروں نے بنایا ہے اور صدام حسین بطور آلہ کار اسکی تکمیل کر رہے ہیں۔ ذیل کے مضمون میں جناب نور عالم خلیل امینی صاحب اصل حقائق سے پردہ اٹھاتے ہیں۔ (ادارہ الحق)

جمعرات ۱۰ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ مطابق ۲ اگست ۱۹۹۰ء کو سپیدۂ صبح صادق کی نمود سے پیشتر عراق کے انقلابی بعثی اشتراکی اور مغرور سدر صدام حسین نے سوا لاکھ سے زیادہ مسلح سپاہ، پانچ سو ٹینکوں اور لاتعداد مہلک ہتھیاروں کی طاقت کے بل پر تیل کی دولت سے مالا مال ملک کویت پر جس ظالمانہ طور پر شبخون مارا اسکی نظیر عربوں کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ یہ حملہ اتنا اچانک، عربوں کی خوئے شرافت و احسان شناسی سے اس درجہ متصادم اور عرب ممالک کے مابین ناجنگ معاہدہ اور عربی اتحاد کے سلسلہ میں صدام حسین کے بڑے بول کے اس قدر خلاف تھا کہ نہ صرف ساری عربی اور اسلامی دنیا بلکہ پوری بین الاقوامی برادری ہکا بکا رہ گئی اور عربوں کے اتحاد کا وہ حسین خواب جو عرصہ دراز کے بعد اب شرمندۂ تعبیر ہو چلا تھا، صدام کی مجنونانہ یا مغرورانہ اور توسیع پسندانہ حرکت سے ہمیشہ کے لیے چکنا چور ہو کر رہ گیا۔

حملہ کے صرف آٹھ گھنٹہ بعد صدام کی افواج کویت جیسے چھوٹے سے ملک پر، وہاں کی چھوٹی سی فوج کی طرف سے مزاحمت کے بعد قبضہ کرلینے میں کامیاب ہوگئیں، مزاحمت کے دوران کچھ کویتی فوجی، بہت سے شہری، نیز امیر کویت شیخ جابر الاحمد الصباح کے برادر خورد کام آگئے، اخبارات کی رپورٹ کے مطابق بعد میں عراقی افواج کے ہاتھوں قتل و غارت گری کی گرم بازاری سے قبل قبضے کی کارروائی کے دوران ہی تقریباً آٹھ سو (۸۰۰) آدمی شہید ہو گئے۔

ساری دنیا کی آنکھوں میں دھول

عراقی صدر نے اپنے جرم کی پردہ پوشی کے لئے دو تین روز تک اپنے ذرائع ابلاغ سے مسلسل یہ شور مچایا کہ کویت میں ایک انقلابی تحریک معرض وجود میں آئی ہے، اس کی بے پایاں خواہش پر اس کی مدد اور آل صباح کی دو صد سالہ شاہی کے خاتمہ کیلئے عراقی سپاہ کو بادل نخواستہ کویت پر قبضہ کی کارروائی کا فریضہ انجام دینا پڑا۔ واقعہ کے دو روز بعد سے وہ سارے عربوں، اور ساری دنیا کو یہ دھوکہ دیتے رہے کہ بس یہ رہا تمہارا کویت، میری سپاہ توکل سے اسے خالی کئے دے رہی ہے، واقعہ کے چار روز بعد انھوں نے اعلان کیا کہ وہاں ایک عبوری حکومت قائم ہوگئی ہے جو فرزندان کویت ہی پر مشتمل ہے۔ مگر آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ سارے عربوں سے بھیک مانگ کر اپنی فوجی طاقت کو مستحکم کرلینے والا عربی سربراہ اور دس لاکھ افواج کی کمانڈ کرنے والا گردن فراز خود ساختہ فوجی، ساری دنیا کی آنکھوں میں اس طرح دھول جھونک سکتا ہے اس لئے کہ وہاں نہ کوئی حکومت قائم ہوئی، نہ اس میں کوئی کویتی یا غیر کویتی باشندہ تھا، یہ سارا ڈرامہ وہ اپنے ہاتھوں کھیل رہے تھے، پانچ روز بعد انھوں نے کویتی دینار کی قیمت عراقی دینار کے برابر کردی، اس طرح اس ہرے بھرے خوب صورت، اور مالدار ترین ملک کو صدام نے چند منٹ میں عراق سے ایسے دیوالیہ ملک کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کردیا، حملہ کے چھٹے روز یہ اعلان کر کے رہی سہی کسر پوری کردی کہ کویت کو عراق میں ضم کر کے اب اس کو ہمیشہ کے لئے ہضم کیا جاتا ہے اس لئے کہ تاریخی اعتبار سے وہ کبھی عراق ہی کا حصہ تھا۔

عربی اور بین اقوامی مذمت اور کارروائی:-

کویت پر صدام حسین کا جارحانہ حملہ کسی عربی پڑوسی ملک کی طرف سے دوسرے عربی اسلامی

اور صلح پسند پڑوسی ملک کے خلاف جارحیت کی شاید سب سے بدترین مثال ہے، اسی لئے عربی اور بین اقوامی برادری کی طرف سے اس کی مکمل واضح اور بالاجماع مذمت کی گئی، شاید ہی بین اقوامی رائے عامہ نے کسی ملک کی دوسرے ملک پر جارحیت کا اس درجہ برا منایا ہو۔ دور جدید میں بالاتفاق مذمت کی ایسی کوئی مثال نہیں ملتی، چنانچہ اسلامی ملکوں کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس، عرب لیگ، خلیجی عربی تعاون کونسل، اور عرب ممالک کی ہنگامی چوٹی کانفرنس نے اس سلسلہ میں بیانات اور قراردادیں پاس کیں، جن میں کویت پر عراقی جارحیت کی مذمت کی گئی، اور غیر مشروط طور پر علی الفور کویت سے عراقی افواج کی واپسی، نیز وہاں شیخ جابر الاحمد الصباح کی قانونی اور جائز حکومت کو بحال کئے جانے کا مطالبہ کیا گیا بین اقوامی سطح پر نکر و نظر کے شدید اختلاف کے باوجود دنیا کی ساری بڑی طاقتوں نے اس کی پرزور مذمت کی۔ عراقی جارحیت کو سراسر بین اقوامی چارٹر کے خلاف قرار دیا، اور اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے اس سلسلہ میں پہلے ہی ہفتہ میں لگاتار تین قراردادیں پاس کیں ۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲ جن میں کویت پر عراقی جارحانہ فوجی کارروائی کی مذمت کی گئی، اور بلا شرط اور فوراً عراقی سپاہ کے وہاں سے انخلاء کا مطالبہ دہرایا گیا، نیز دنیا کے دہ بڑے ممالک جو دنیا کے نقشہ میں سیاسی فوجی صنعتی اور تجارتی وزن رکھتے ہیں، نے عراق کو اپنی عقل و خرد سے کام لینے پر مجبور کرنے اور کویت سے انخلاء کے لئے سرنگوں کرنے کی غرض سے عراق اور کویت کے وہ سارے اثاثے منجمد کر دیئے جو ان کے وہاں موجود تھے، یورپی برادری نے بالاتفاق عراق پر فوجی اقتصادی اور تجارتی پابندیاں عائد کر دی ہیں، دوسری طرف ترکی نے اپنے وہاں سے گذرنے والی عراقی پائپ لائن بند کر دی ہے، جو عراقی تیل کی برآمدات کا نصف حصہ سپلائی کیا کرتا تھا۔

ایران کے سنگ آستاں پر جبہ سائی

صدام حسین نے ہفتہ عشرہ تک بڑی جوانمردی کا مظاہرہ کیا، حالات سے نبرد آزمائی، اور اپنے سے پنجہ آزمائی کرنے والی طاقتوں کی کلائی مروڑ ڈالنے کی باتیں نہ صرف کرتے رہے بلکہ ان کو اور ساری دنیا کو چیلنج کرتے رہے، گرجتے اور برستے رہے۔ لیکن پھر انھوں نے ہوش سے کام لیا، گرد و پیش کو پڑھا تو خوف و ہراس سے حواس باختہ ہو گئے۔ انھوں نے دیکھا کہ ساری دنیا سے الگ تھلگ ہو گیا

ہوں، صرف الفاظ کے ہتھیار سے کب تک کام چلایا جاسکتا ہے؟ حواس باختگی میں انسان بڑی سے بڑی قیمت چکا دیتا ہے، اور سب کچھ کھو کر بھی سمجھتا ہے کہ اس نے ہی میدان جیت لیا، چنانچہ وہ ڈرامائی طور پر اپنے دیرینہ "کرم فرما" ایران کے "سنگِ آستاں" پر سربسجود ہوگئے، اور اسکے سارے مطالبے تسلیم کرلئے، جن میں شط العرب پر اس کی حاکمیت کو تسلیم بھی کرنا شامل ہے، نیز جنگی قیدیوں کا فی الفور تبادلہ جو اس وقت زیر عمل ہے، اور ایران کے تمام مقبوضہ علاقوں عراقی افواج کا انخلاء۔

کیا کھویا کیا پایا یاد رہے کہ شط العرب دجلہ و فرات کے سنگم سے عبارت ہے اس کی لمبائی ۱۸۵ کلومیٹر اور چوڑائی ۴۰۰ میٹر سے زائد ہے، عرصہ سے عراق ایران کے درمیان وجہ نزاع رہا ہے۔ عراق پورے شط العرب پر حاکمیت کا دعویدار ہے، دوسری طرف ایران کہتا ہے کہ شط العرب درحقیقت ایران کی ملکیت ہے۔ ۱۹۷۵ء میں عرب ممالک کوشش کرکے عراق اور شاہ ایران کے مابین الجزائر میں ایک معاہدہ کرادینے میں کامیاب ہوگئے تھے، جس کی رو سے دونوں ملکوں کی سرحد شط العرب کے بیچ کا دھارا متعین ہوئی تھی:۔ صدام نے ۱۹۸۰ء میں معاہدہ کو یہ کہہ کر کالعدم کردیا تھا کہ یہ ان پر زبردستی تھوپ دیا گیا تھا جب وہ کمزور تھے، اب چونکہ وہ "لاٹھی" سے "بھینس" حاصل کرنے کی پوزیشن میں آچکے ہیں اس لئے ایران کو مان لینا چاہئے کہ پورا شط العرب عراق کا ہے۔ آخرش ۲۲ ستمبر ۱۹۸۰ء کو انھوں نے ایران پر حملہ کردیا۔ لیکن وہ کویت تو تھا نہیں، ۸ سال تک مسلسل لڑنے کے بعد ان کو بخوبی اندازہ ہوگیا کہ ایران کی لاٹھی ان سے زیادہ مضبوط ہے، چنانچہ اس نے نہ صرف بھینس لے لی ہے بلکہ بھینس کو باندھی جانے والی رسی، اسکو دیا جانے والا اجارہ وغیرہ بھی وہ کب کا وصول کرچکا ہوتا اگر عراق کے دوش بدوش وہ عرب ممالک نہ ہوتے جن کے لقمہ پر پل کر آج صدام انھیں پر شیر ہورہے ہیں اور ہرچند کہ وہ ایران ایسے بت طناز کی بارگاہِ ناز میں جبینِ نیاز ٹیک کر اس کو پیغام عشق و محبت دے رہے ہیں، لیکن اسکا رویہ کچھ بہت زیادہ بدلا نہیں ہے بلکہ اس نے بار بار عالمی رائے عامہ کے شریک کارواں رہنے کی وضاحت کردی ہے۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ صدام حسین نے دسیوں لاکھ انسانوں کی قربانی دے کر، ہزاروں

ماؤں کی گود سونی کر کے، لاکھوں بچے یتیم کر کے، ان گنت عفت مآب خاتونوں کی آبروریزی کروا کر، بے شمار عورتوں کی مانگ سے سیندور چھڑا کر انسانی لاشوں کا مینار بنا کر، اور اس سارے خطۂ ارضی کو صحت مند جوانوں کے خونِ سُرخ سے لالہ زار بنا کر، لاکھوں انسانوں کو اپاہج و لاچار اور دوشِ انسانی پر بار بنا کر، اور نہ صرف ایران و عراق بلکہ بیشتر عرب ممالک کی اقتصادیات کو گھن کی طرح چاٹ کر اب جس ذلت و خواری کے ساتھ نازک وقت میں اپنے عرب غنیم سے نمٹنے کے لئے ایران کے حق میں سرنیاز خم کر دیا ہے، کاش وہ آغازِ راہ میں کر دیئے ہوتے تو اتنی ساری بربادیوں کے گناہ سے ان کا سیاہ اور خونی نامۂ اعمال مزید سیاہ نہ ہوا ہوتا، گویا یہ آٹھ سالہ عراق ایران جنگ صدام صاحب کے لئے کھلونا تھی کہ اس سے شغل فرما کر آپ نے غمِ عشق یا غمِ جہاں کو غلط کرنے یا "قلب و نظر کی تفریح" کا سامان بہم پہنچانے کی کوشش کی۔

سعودی عرب کی سرحد پر جماؤ

صدام حسین نے کویت پر جابرانہ حملہ و قبضہ پر بس نہیں کیا بلکہ انھوں نے ساتھ ہی ساتھ عراق کویت اور سعودی عرب کی طویل سرحد پر اپنی کثیر مسلح سپاہ تعینات کر دی، جن میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے، سرحد پر انھوں نے میزائل نصب کر دیئے اور توپوں اور ٹینکوں کے انبار لگا دیئے، ساری عرب دنیا کی منت وسماجت دھونس اور دھمکی کے باوجود وہ ٹس سے مس نہ ہوئے۔ ادھر اقوام متحدہ نے بھی بار بار اپیل کی کہ عراقی افواج کو نہ صرف کویت سے بلکہ سعودی عرب کی سرحد پر طاقت کے بے جا مظاہرے سے گریز کرتے ہوئے انخلاء کا عمل علی الفور شروع کر دینا چاہئے۔ یورپی برادری نے کبھی اپیلوں اور کبھی ڈانٹ پھٹکار کا لہجہ اختیار کیا، مگر صدام کو اپنے کیمیاوی ہتھیار اور دس لاکھ افواج کی بھیڑ کا نشہ ایسا بدمست کئے ہوئے ہے کہ وہ ساری عرب دنیا پر اپنی حاکمیت اعلیٰ قائم کر دکھانا یا "ہم نہیں تو تم نہیں" کے اصول کو عملی طور پر برپا کر کے دم لینا چاہتے ہیں، ہر چند کے تجزیہ نگاروں، ماہرین نفسیات اور صدام حسین کی زندگی کے مختلف ادوار اور ان کی کرتوت کا موازنہ کرنے والوں نے وہ رائے قائم کی ہے جو سوالات کے پیرائے میں ہم اسی مضمون میں بعد میں نذر ناظرین کریں گے۔

مرتا کیا نہ کرتا:

اس صورت حال کے پیش نظر پچھلے دنوں قاہرہ میں منعقد ہونے والی عرب ممالک کی چوٹی

کانفرنس نے مجبور ہوکر، حرمین شریفین کے دفاع، اور سعودی عرب کی سرزمین کی حفاظت کی خاطر مشترکہ عربی اور اسلامی افواج کی تشکیل کا ریزولیشن پاس کیا، اس قرارداد کے تحت مصر، مراکش، شام وغیرہ نے اپنے وہاں سے حسب استطاعت سپاہ سعودی عرب روانہ کردی ہے، اور آئندہ بھی حسب مشورہ اور ضرورت روانہ کرتے رہیں گے، نیز بنگلہ دیش، پاکستان اور دیگر کئی اسلامی ممالک نے حرمین شریفین کے دفاع کے لئے اپنی سپاہ کی خدمات پیش کی ہیں، لیکن چونکہ یہ ساری افواج بھی عراق کی اس فوجی طاقت کے مقابلہ کیلئے ناکافی ہیں جس کو عرب ممالک نے آٹھ سے زائد سالوں تک مسلسل اپنی ساری مادی اور اخلاقی توانائیاں صرف کرکے سانپ کی طرح دودھ پلا کر پالا ہے۔ (کہ ایک روز یہ اسرائیل کے مقابلہ میں کام آئے گی، مگر اس سے قبل صدام نے اسرائیل کو فائدہ پہونچانے کیلئے عربوں کے مقابلہ کے لئے اس کا استعمال کرلیا) اس لئے بادل ناخواستہ سعودی عرب کو امریکہ سے فوجی مدد لینی پڑی کرتا کیا نہ کرتا حقیقت یہ ہے کہ اگر سعودی عرب نے امریکی افواج کو نہ بلوالیا ہوتا تو صدام حسین اب تک اسے خاک دخون میں ملا چکے ہوتے، اور جو خطرہ کل کے لئے ٹل گیا ہے وہ کل گذشتہ ہی المناک حقیقت بن چکا ہوتا اور عرب اور مسلمانوں پر کیسا برا وقت آچکا ہوتا، اس کو خدا کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، ہرچند کہ صدام حسین نے بار بار یہ دہرایا ہے کہ سعودی عرب پر حملہ کرنے کا ان کا ارادہ نہیں ہے، لیکن وہ اس سے زیادہ پرزور اور تاکیدی لہجہ میں کویت پر حملہ نہ کرنے کی بات بھی کرتے رہے تھے، حتی کہ حملہ سے صرف دو ایک روز قبل تک بھی ۔ لیکن دوسری طرف وہ سرحد پر فوجیں بھی اکٹھی کرتے رہے، جیساکہ سعودی سرحد پر مسلسل کررہے ہیں، اس لئے ان کی کسی بات کا اعتبار جاتا رہا، ہم آئندہ سطروں میں بتائینگے کہ انھوں نے کویت پر حملہ نہ کرنے کی کس کس طرح یقین دہانی کرائی تھی۔

گدلے پانی میں شکار کی کوشش

صدام حسین نے جب محسوس کیا کہ وہ بہت برے پھنسے ہیں، ایسا نہ ہو کہ کہیں لینے کے دینے پڑجائیں تو وہ اپنے ہم سفر اور ہم غرض منافقین کی طرح (جن کے ترکش میں ہر موقع کیلئے افترا پردازی اور الزام تراشی کا کوئی نہ کوئی زہریلا تیر ہوا کرتا ہے) گدلے پانی میں شکار کی سوچنے لگے، چنانچہ اشتعال انگیز بیانات کے ذریعہ "جہاد" کا نعرہ لگانا شروع کردیا، جذبات انگیز الفاظ و تعبیرات سے انھوں نے عربی دنیا کے عوام کا دل جیت لینے اور جلد باز نوجوانوں کی توجہات مرکوز

کر لینے کی کوشش کی، انھوں نے یہ تک کہنے سے دریغ نہ کیا اور کیوں کرتے جب اخلاق، حیا اور شرافت نام کی کسی چیز سے انھیں دور کا بھی واسطہ نہیں) کہ حرمین شریفین پر امریکیوں اور صہیونیوں کا قبضہ ہو گیا ہے، آپ لوگ حرمین کی ان سے، نیز ان عرب شیوخ سے تطہیر کے عمل کیلئے کمربستہ ہو کر میدان عمل میں آجائیں، جو مغرب کے ہاتھ میں کھلونا بنے ہوئے ہیں انھوں نے یہ بھی کہا کہ مغربی ممالک ان سے صرف اس لئے برسرپیکار ہیں کہ صرف ان ہی میں اسرائیل کو یکسر ختم کر دینے کا دم خم ہے۔ صدام حسین نے اس طرح کا جذباتی اور اشتعال انگیز لب ولہجہ سارے عرب قائدین کے لئے اور خصوصاً سعودی عرب کے فرماں روا شاہ فہد بن عبدالعزیز، مصر کے صدر حسنی مبارک اور کویت کے امیر شیخ جابر الاحمد الصباح اور سعودی عرب اور کویت کی حمایت کرنے والے عرب ممالک کے سربراہوں کے لئے استعمال کیا اور ان کے خلاف ان کے عوام کو بغاوت کی دعوت دی اور اپنے اپنے ملک کے نظام حکومت کو پلٹ دینے کیلئے جوانوں کو ورغلایا۔ صدام حسین کے ذرائع ابلاغ سے یہ کام مختلف طرز پر اب تک ہو رہا ہے۔ اور اگر صدام حسین کی نیت بخیر نہیں ہے اور وہ خلیج کے علاقہ کو راکھ کا ڈھیر بنائے بغیر اپنی انا کی تسکین کیلئے کسی چیز کو کافی نہیں سمجھتے تو وقت کے ساتھ ساتھ بغداد کے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے لب ولہجہ میں مزید تلخی اور اشتعال انگیزی پیدا ہوتی رہے گی اس لئے کہ وہاں کے ذرائع ابلاغ کو اس کی بڑی مشق بھی ہے کیونکہ عربی سوشلسٹ بعث پارٹی (جس کی عراق میں حکومت ہے اور صدام حسین جس کے سربراہ ہیں[1]) اور کمیونزم ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں

---

[1] عربی اشتراکی بعث پارٹی جس کو عربی میں "حزب البعث العربی الاشتراکی" کہا جاتا ہے، کی بنا ۱۹۴۱ء میں شام میں میشل عفلق نامی مسیحی سیاست داں نے رکھی تھی، اس کی تاسیس میں ایک نام نہاد روشن خیال مسلمان سیاست داں صالح بیطار بھی شریک رہے ۱۹۵۰ء کے عرصہ میں اس نے اپنا دائرہ اثر و رسوخ کافی وسیع کر لیا۔ اور شام کے ساتھ ساتھ عراق میں بھی زمام اقتدار اس کے ہاتھ آگئی۔ اس پارٹی کا روز اول سے نعرہ عربوں کو متحد کرنا رہا، ۱۹۴۷ء میں اپنے چارٹر میں اس نے اپنے یہ بنیادی مقاصد بیان کئے، وحدت (یعنی عرب قوم کی) حریت (عربوں کی بیرونی مداخلت سے) اور اشتراکیت (جو وقت ضرورت اشتمالیت کی تلخی سے بھی آگے بڑھ جایا کرتی ہے اور اسکے ←

ثانی الذکر کو گالی دینے، الزام تراشی کرنے اور پروپیگنڈہ کرنے کی جو مہارت ہوا کرتی ہے وہ ضرب المثل ہے، لیکن صدام نے اپنے ذرائع ابلاغ کو اس دوڑ میں کیمونزم سے بھی سبقت لے جانے کا گرتار کھا ہے۔

اتنا نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت

خدا کا شکر ہے کہ صدام حسین کے زبردست پروپیگنڈہ کے باوجود عربی اور اسلامی دنیا کے عوام یا نوجوان دھوکہ میں نہیں آئے، اور وہ یہ سمجھ گئے کہ الحاد پسند بعثی اشتراکی صدام حسین جن کا بذات خود اسلام سے انتساب بھی شاید صحیح نہ ہوگا، سعودی عرب اور دیگر عرب ملکوں کے خلاف عین اسی وقت کیوں نعرۂ جہاد بلند کرنے لگے ہیں، جب کہ ان کو اسلام کے اصول وضوابط کا ذرا بھی پاس و لحاظ نہیں، چنانچہ محرم الحرام کے مہینہ میں رجس میں اہل جاہلیت بھی جنگ سے گریز کرتے تھے، انھوں نے ایک پرامن اور صلح جو عربی اسلامی اور پڑوسی ملک پر جس ظلم و بربریت کے ساتھ دھاوا بول کر

← تحت ہر طرح کی آزاد خیالی بیہودگی مذہب بیزاری اور خدا دشمنی کو در آنے کا موقع مل جایا کرتا ہے) کسی پارٹی جماعت اور تحریک کے اندر اس کے بانی اور اس کو پروان چڑھانے والوں کی روح کارفرما ہوا کرتی ہے اسلئے بعث پارٹی اپنے بانیوں اور قائدین کے فکر و خیال کی عکاس رہی، اور عرب دنیا میں وہ الحاد پسندی، اسلام بیزاری اور پیغام محمدی کے خلاف بے شمار سازشوں میں سے ایک سازش اور شریعت محمدی کا مخالف کیمپ تصور کی جاتی رہی۔ اسی لئے کیمونزم زدہ عرب ملکوں (واضح رہے کہ یہ بعث پارٹی بھی خوش نما عربی جام میں درحقیقت وہی زہر ہلاہل ہے) کی طرح شام و عراق نے اپنے یہاں اسلام پسندوں اور مسلم علماء و مفکرین کے کیلئے عرصۂ حیات اتنا تنگ کر دیا کہ وہ یا تو یورپ وغیرہ میں پناہ گزیں ہیں یا دیگر عرب ممالک میں جہاں "اسلام" کا نام لینا ابھی تک "گناہ" نہیں ہے، ایک اندازہ کے مطابق تقریباً ۵ لاکھ عراقی علماء اور دانشور پناہ گزینی کی زندگی گذار رہے ہیں، اور وہ بیرون ملک رہ کر بھی صدام حسین کے خلاف حرفِ شکایت زبان پر لانے سے اس لئے کتراتے ہیں کہ اس مادرزاد دہشت گرد نے پوری دنیا میں اپنے دہشت گرد چھوڑ رکھے ہیں، تعجب ہے کہ بعث پارٹی کا عرب اتحاد اور حریتِ عرب کا نعرہ کہاں گیا اور اسکے سربراہ آج خود اپنے ہاتھوں کس طرح اس عربی اتحاد کو زندہ درگور کئے دے رہے ہیں لیکن ظاہر ہے کہ الفاظ کی دنیا حقیقت کی دنیا سے قطعاً مختلف ہوا کرتی ہے، خصوصاً ناخداشناسوں کے نزدیک!

قبضہ کرلیا اس کی مثال سے، زمانہ جاہلیت کی جنگوں کے بعد عربوں کی ساری تاریخ نا آشنائے محض ہے، اس ملک کے مسلم باشندوں کو ملک بدر ہونے پر مجبور کیا، انھیں قتل کیا، ان کے عزیزوں کو ذلیل کیا اور اپنے ڈیڑھ سو فوجی افسروں[1] کو محض اس پاداش میں گولی کا نشانہ بنادیا کہ انھوں نے (غالبًا اپنی اسلامی عربی حس کی بیداری کی وجہ سے جو صدام حسین کی الحاد پسندانہ تربیت سے متأثر نہ ہوسکی تھی) کویت پر حملہ کی بر وقت مخالفت کی، بین الاقوامی ذرائع ابلاغ اس بات پر متفق ہیں کہ عراقی سپاہ نے کویت کو جہنم کدہ بنادیا ہے، عورتوں کی آبرو ریزی کی گئی[2] پانی کی ٹنکی کو پہلے دن تہس نہس کردیا گیا، بجلی کی سپلائی کا نظام مفلوج ہوگیا، ٹیلیفون کا نظام تقریبًا درہم برہم کردیا گیا،

---

[1] ریاض کے ہفت روزہ اسلامی رسالہ "الدعوۃ" مورخہ ۲۵/۱۱/۱۴۱۱ھ مطابق ۱۶ ر اگست ۱۹۹۰ء شمارہ ۱۲۵۳ میں پھانسی پانے والے فوجی افسروں کی تعداد ڈیڑھ سو ہے، بعض عربی اخبارات نے اس سے کم اور بعض نے اس سے زیادہ لکھی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ صدام حسین کی آہنی گرفت کی وجہ سے صحیح خبریں نہیں آپاتیں، عجب نہیں کہ اس طرح کے فوجی افسروں کی تعداد ہزاروں تک ہو، ادھر ہفتہ عشرہ سے عربی اور انگریزی اخبارات میں کثرت سے عراقی افواج کی سرکشی اور اپنے ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں اور اسلحوں کے ساتھ سعودی عرب فرار ہونے کی خبریں اس تواتر کے ساتھ شائع ہو رہی ہیں کہ ان کا انکار مشکل ہے اور اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عراقی افواج کی ایک معتدبہ تعداد اس عرب اور اسلام دشمن کارروائی کے حق میں نہیں ہے اور عراقی عوام تو قطعًا اس کے مخالف ہیں مگر قتل و اذیت رسانی کے طویل اور روح فرسا واقعات کو سوچ کر سہمے ہوئے ہیں، مگر تابکے؟

[2] عالمی ذرائع ابلاغ سے، نیز عربی اور انگریزی اخبارات کے ذریعہ اس طرح کے مسلسل واقعات کی جو دل دوز خبریں آرہی ہیں ان کا نقل کرنا بھی میرے بس کی بات نہیں ہے، پھر یہ کہ ان کا کہاں تک احاطہ کیا جائے، اور کس کس بات کو لکھا جائے اور دل کو رویا جائے کہ جگر کو؟ میں یہاں صرف ایک المناک واقعہ کے تذکرہ پر اکتفا کروں گا، قاہرہ کے روزنامہ "الاخبار" نے بین اقوامی ذرائع ابلاغ کے حوالے سے لکھا ہے کہ تقریبًا بیس عراقی فوجی کویت کے ایک خوش حال گھر پر حملہ آور ہوئے وہ دو ٹولیوں میں بٹ گئے آدھی تعداد نے گھر کے سارے قیمتی سامان کو لوٹ کر گاڑی میں لادنا شروع کردیا جو وہ لوگ ←

دکانوں، تجارت گاہوں اور بینکوں کو لوٹ لیا گیا، شہریوں کی املاک ان کی گاڑیاں اور گھڑیاں تک چھین لی گئیں، عورتوں، بوڑھوں اور بچوں کو بھوکوں تڑپایا گیا، سرکاری تنصیبات کا ایسا مثلہ کر دیا گیا کہ وہ کسی کام کی نہ رہیں، غرض اس حسین وجمیل ملک کے ہر نقش جمیل کو مٹا دیا گیا، صدام حسین نے اپنی اس حرکت سے عربوں اور مسلمانوں کے اتحاد کا دامن اس طرح تار تار کر دیا ہے کہ ان کی

← لوٹ ہی کر لائے تھے اور دوسری ٹولی نے اس گھر کی تیس سالہ مسلم خاتون کو اس کے شوہر اور تین بچوں کے سامنے بالکل ننگا کر کے اپنی جنسی پیاس بجھانی شروع کی، غیرت مند شوہر نے شور مچایا تو اس کو گولی سے اڑا دیا، دوسری ٹولی جب گھر کا سارا اثاثہ لوٹ چکی تو اس نے بھی "مرد مجاہد" صدام حسین کے نام سے پہلی ٹولی کا کردار ادا کیا، اس طرح نام نہاد "قادسیہ" کے بیس جانبازوں نے باری باری اس کے ساتھ یہ حرکت کی، اسی طرح کویت کے سب سے بڑے ہوسپیٹل "الوجعی" پر دھاوا بول کر وہاں کی ڈاکٹروں، نرسوں حتی کہ زیر علاج مریض دوشیزاؤں کے ساتھ جو کچھ کیا گیا اس کی اب تک بین اقوامی سطح پر مذمت کی جا رہی ہے (روزنامہ "الاخبار" بحوالہ روزنامہ "الریاض" ۲۴/محرم ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۵/اگست ۱۹۹۰ء شمارہ ۹۶۰۳ ص ۲ کالم ۱-۲-۳-) اسی سلسلہ کا ایک واقعہ کویت کے ایک ہوٹل سے کویت ایرویز کی پانچ ایرہوسٹس کے اغوا کا ہے، ٹیونس کی ایک ایرہوسٹس نے جو کسی دوسری کمپنی میں کام کرتی تھی، اور اسی ہوٹل میں رکی ہوئی تھی خبر رساں ایجنسیوں کو بتایا کہ وہاں جتنی ایرہوسٹس رکی ہوئی تھیں، سب بھاگ نکلیں یا اغوا کر لی گئیں، اس لئے کہ میں بعد میں اپنا سامان لانے گئی تو ہوٹل میں ہو کا عالم تھا۔ ("الندوہ" ۱۵/اگست ۱۹۹۰ء شمارہ ۹۶۰۱ ص ۱۶) پیش نظر رہے کہ یہ "مشتے نمونہ از خروارے" ہے اور یہ ظالمانہ و روح فرسا جنسی کارروائیاں اسرائیلی درندوں نے جولان، مغربی کنارہ، غزہ کی پٹی اور صحرائے سینا پر ۱۹۶۷ء میں قبضے کے دوران مسلمان عورتوں کے ساتھ نہیں کیا ہے۔ شاید ویتنام میں امریکی افواج نے بھی نہ کیا ہوگا اور نہ ہی نازی افواج نے دوسری جنگ عظیم کے دوران!

۔ ہزار ہا ہزار کویتی اور غیر ملکی باشندے جو عراقی افواج کے ظلم وستم سے تنگ کر سعودی عرب اور دوسرے ملکوں کا رخ کر رہے ہیں، نے بین اقوامی ادارہ ریڈ کراس سے درخواست کی ہے کہ وہ کویت میں مردوں سے زیادہ عورتوں کی عزت و آبرو کو بچانے کے لئے جلد کوئی قدم اٹھائے۔

ماضی قریب کی تاریخ اس طرح کے کمر توڑ واقعہ سے دوچار نہیں ہوئی، سارے علاقہ خلیج میں گویا آگ دہک رہی ہے، اور عربوں اور مسلمانوں کی قسمت سے اجنبی طاقتوں کو کھلواڑ کرنے کا موقع ہاتھ آگیا ہے، اور یہ موقع صدام حسین نے فراہم کیا ہے، عربی اور اسلامی عوام اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ اسرائیل سے مورچہ آرائی کرنے میں صدام حسین ایسے عربی سربراہ سے زیادہ اور کون بزدل اور ناتواں ہوسکتا ہے، وہ ایران عراق جنگ کا غدر لنگ کرسکتے ہیں، لیکن اس سے قبل کہاں تھے، اور جنگ کو بند ہوئے ایک ڈیڑھ سال ہوچکے، جنگ سے پہلے کے طویل عرصہ میں اور بعد کی بہترین فرصت میں انھوں نے کیوں نہیں اسرائیل کو رگید دیا؟ راقم الحروف سارے عربوں کی طرف سے یقین دہانی کراسکتا ہے، اگر صدام حسین اسرائیل سے پنجہ آزمائی یا اسے سمندر میں اٹھا پھینکنے (جیسا کہ ایک عرب راہنما نے کہا تھا اور وہ صدام سے زیادہ قادر الکلام، اور ان سے ہر اعتبار سے پرکشش اور طاقتور شخصیت کے مالک تھے، لیکن وہ بھی اسرائیل کو سمندر میں نہیں پھینک سکے) کی صلاحیت ثابت کرچکے ہوتے، بلکہ صرف اس طرح کا کوئی قدم ہی کر دکھاتے، تو یقیناً آج سارا عرب اپنی جان ومال کے ساتھ ان کے دوش بدوش ہوتا۔ ایران عراق کی نامراد جنگ سے کہیں زیادہ اتحاد کے ساتھ۔ لیکن افسوس کہ اب انھوں نے ہمیشہ کے لئے اپنا وقار واعتبار کھودیا۔

قصہ ایک پاگل اور کچھ تماش بینوں کا

لیکن اگر یہ حقیقت ہے کہ دنیا میں ہر پاگل کی بکواس سے کچھ "تماش بین" یا "بے فکرے" یا "بے شعور" یا "بچے" ضرور دلچسپی لیتے ہیں، تو اس کلیہ سے بھلا صدام حسین اپنی ہرزہ سرائی کے سلسلہ میں کیوں مستثنیٰ رہ سکتے تھے؟ چنانچہ ان کی ہذیان کے لئے بایاں بازو کا رجحان رکھنے والے بعض عرب ممالک میں اور بعض اسلامی ملکوں میں کچھ "بچے" کچھ "کم نگاہ" اور کچھ ایسے جذباتی و عجلت باز لوگ گوش برآواز ہوگئے، جو اتنی دیر بھی صبر کرنے کی تاب نہیں رکھتے کہ "گدھے" اور "گھوڑے" کا فرق واضح ہوجائے اور شب وروز کی حقیقت منکشف ہوجائے، چنانچہ محض "جہاد" کے اس منافقانہ نعرہ کی وجہ سے انھوں نے صدام حسین کی ساری غلطیوں کو معاف کردیا، اور کویت پر اس کی کھلی ہوئی جارحیت اور اس وقت سے اب تک کی گئی مجرمانہ کارروائیوں پر ایک حرف بھی کہنے سے مجرمانہ خاموشی اختیار کی جس جارحیت کی وجہ سے نہ صرف کویت اور سعودی عرب، بلکہ عراق اور عراقی عوام اور

ساری عرب دنیا عجیب پیچیدگی اور مصیبت میں مبتلا ہو گئی ہے. بلکہ ان لوگوں کی ساری توانائیاں سعودی عرب میں امریکی افواج کی آمد کے خلاف احتجاج وغیرہ پر مرکوز ہو کر رہ گئیں. گویا سعودی عرب کا یہ "گناہ" اتنا بڑا ہے کہ اس کے سامنے صدام حسین کی ساری جارحانہ پالیسیاں جو اسلام اور عربیت کے حق میں ناقابل شمار دوررس منفی اثرات کی حامل ہیں، سرد بلکہ گرد ہو گئیں، ہر چند کہ اگر سعودی عرب کی اس پالیسی سے اختلاف بھی کیا جائے تو صدام کی جارحیت کا گھناؤنا پن کسی طرح کم نہیں ہوتا، گو کہ سارے مبصرین سیاسی جانتے ہیں کہ سعودی عرب نے یہ اقدام بڑے تردد کے بعد کیا ہے، جب صدام حسین ہفتہ عشرہ تک عربی اور بین اقوامی اپیلوں کو ٹھکراتے اور سعودی عرب کی سرحد پر اپنی سپاہ میں اضافہ کرتے رہے دوسری طرف کویت میں روزانہ ایک سے بڑھ کر ایک جارحانہ کارروائی روبہ عمل لاتے رہے چونکہ عرب ملکوں کی افواج (جیسا کہ پیچھے کے صفحات میں اشارہ کیا گیا) سعودی عرب کے خلاف جارحیت کے دفاع کیلئے ناکافی تھیں، اس لئے ناچار اسے امریکہ سے درخواست کرنی پڑی، لیکن سوال یہ ہے کہ امریکی یا مغربی دخل اندازی کا اصل سبب صدام حسین ہیں یا سعودی عرب؟ افسوس ہے کہ لوگ اصل مجرم سے چشم پوشی کر جاتے ہیں، غلطی سے نہیں بلکہ دانستہ، بلکہ ایسے بین اقوامی مجرم کو صلاح الدین ایوبی سمجھ بیٹھتے ہیں جس کا عرصہ سے گویا اسرائیل کے خاتمہ اور فلسطین کی آزادی کے لئے انتظار تھا. فیاللعجب! آنے والا وقت جلد ہی بتا دے گا کہ جذباتی قسم کے نادان لوگ "شعلہ" کو "شبنم" اور "طوفان" کو "ناخدا" سمجھ بیٹھے تھے.

افسوسناک بات یہ ہے کہ ہندوستان کے بعض اردو اخبارات (جو مسلم عوام کے جذبات سے کھیلنے کے عادی ہیں تاکہ ان کے نسخے زیادہ سے زیادہ فروخت ہوں، اور ان کے مالکان مالا مال ہوتے رہیں) نیز بعض دوسرے لوگوں نے جن کے نزدیک کسی سربراہ کی سب سے بڑی خوبی غالباً یہی ہے کہ وہ امریکا یا روس کو خوب گالیاں دیا کرے اور ان پر لعنتیں برسایا کرے، ہر چند کہ وہ خود ہی اندرون خانہ ان دونوں میں سے کسی ایک کا یا (حسب حوصلہ) بیک وقت دونوں کا وفادار کارندہ ہو، اور اسکے خیالات اسلام سے مکمل طور پر متصادم ہوں۔ بھی یہی رسوا کن، افسوسناک، غیر متوازن اور غیر دانشمندانہ رویہ اختیار کر رکھا ہے، درحقیقت یہ صحافتی اور فکری خیانت ہے، ہم مسلم عوام سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ مقدور بھر ایسے اخبارات اور ایسے لوگوں کا بائیکاٹ کریں جو ہر موقع

سے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، اور دور از کار باتوں کے تانے بانے ملاکر ایک حقیقت وضع کرکے مسلم عوام کو حیص بیص میں مبتلا کئے رہتے ہیں۔

منصوبہ بند حملہ خلیجی بحران کی شروعات اور اس سلسلہ کی اب تک صورت حال کا بغور مطالعہ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ صدام حسین نے کویت پر جو الزامات حملہ سے قبل عائد کئے تھے وہ درحقیقت سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت اس جارحانہ حملہ کے وجہ جواز کے طور پر تھے، اگر ان کی نیت واقعی درست ہوتی تو عرب لیگ کے چھتر چھایا تمام اختلافات کا مثبت پائدار اور قابل اطمینان حل ڈھونڈا جاسکتا تھا، اس نے صدام حسین کی سرکشی میں توازن پیدا کرنے کی بہت کوشش کی، دوسری طرف مصر کے صدر حسنی مبارک اور سعودی عرب کے شاہ فہد بن عبدالعزیز نے دونوں ملکوں کے درمیان خلیج کو پاٹنے اور برادرانہ عربی اور اسلامی جذبہ کے ساتھ دونوں ملکوں کی مفاہمت اور ملاقات کیلئے انتھک کوششیں کیں لیکن یہ ساری مساعی صدام کی سرکشی کی چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہوکر رہ گئیں، جنھوں نے از خود اپنی زبان سے ۸ر فروری ۱۹۸۰ء کو قومی چارٹر کی دوسری دفعہ کے تحت کہا تھا:۔

"کسی عرب ملک کی طرف سے دوسرے عربی ملک پر مسلح فوج کشی یکسر ممنوع ہوگی، عرب ممالک کے درمیان پیدا ہونے والے اختلافات پر امن ذرائع سے حل کئے جائیں گے اور مشترک قومی عمل کے اصول اور بلند تر عربی مفادات کے تحت۔[1]"

صدام حسین نے ایک سے زیادہ موقعوں پر یہ بات دہرائی کہ:

"آپ لوگ میری زبان سے یہ بات ریکارڈ کر لیجئے کہ میں کسی عربی ملک کے خلاف جارحانہ کارروائی نہیں کروں گا، یہ افواہ درحقیقت دشمن ذرائع ابلاغ اور اسرائیل پھیلا رہے ہیں[2]"

چہارشنبہ ۱۷ر محرم الحرام ۱۴۱۱ھ کو قاہرہ میں ایک پر ہجوم پریس کانفرنس کو خطاب کرتے ہوئے مصر کے صدر حسنی مبارک نے صاف الفاظ میں یہ بات کہی کہ صدام حسین نے مجھ سے بذات خود دوران

---

[1] روزنامہ "عکاظ" جدہ، ص ۴، کالم ۴، شمارہ ۵۷۸۹، شنبہ ۲۰ر محرم ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۱ر اگست ۱۹۹۰ء

[2] روزنامہ "الندوہ" مکہ مکرمہ ص ۱۲، کالم ۱ - ۲۱ر محرم الحرام ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۲ر اگست ۱۹۹۰ء -

ملاقات یقین دہانی کرائی تھی کہ کویت پر فوج کشی کا ان کا کوئی ارادہ نہیں ہے، اور یہ کہ ان کی سپاہ کویت کی سرحد سے تقریباً ۸۰۰ ۔ ۔ کلومیٹر کی دوری پر ہے[1]

لیکن منافق کی علامت (جیسا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے) ہر زمانہ اور ہر خطہ ارضی میں یہ ہے کہ وہ وعدہ کرکے مکر جاتے، جب بھی بولے جھوٹ بولے، اور امانت میں خیانت کرے۔

صدام حسین کی منافقانہ چال بازی، کویت پر جارحانہ حملہ اور قبضہ کی طویل اور دیرینہ پلاننگ، اور عذر لنگ کے طور پر اپنی طرف سے پیدا کردہ اختلافات کے سلسلہ میں ہر طرح کے تصفیہ کو ماننے سے گریز کرتے رہنے کی نقاب کشائی صدر حسنی مبارک کی مذکورہ کانفرنس کی مزید گفتگو سے ہو جاتی ہے جس میں انھوں نے وضاحت کی ہے کہ سعودی عرب، بغداد اور کویت سے پہلے کرنے کے بعد میں قاہرہ واپس آگیا کہ جلد ہی دونوں ملکوں کی میٹنگ جدہ میں ہوگی، مگر میں جیسے ہی قاہرہ واپس ہوا عراقی وزارت خارجہ کا یہ بیان پڑھ کر حیرت زدہ رہ گیا کہ صدر حسنی مبارک کا دورہ عراق اور مصر کے دو طرفہ تعلقات پر غور وخوض کرنے کے لیے تھا۔ گویا کویت اور عراق کے اختلافات کے تعلق سے ثالث کے طور پر نہیں تھا، میں نے فوراً ہی اپنا ایک قاصد بغداد بھیجا، اور ذمہ داروں سے کہلوایا کہ یہ معقول بات ہے؟ لیکن مجھے کوئی مناسب جواب نہیں ملا۔[2]

روزنامہ "الندوہ" میں آخری صفحہ پر "منصوبہ بند جارحیت" کے عنوان سے استاذ محمد القدادی نے پچھلے دنوں قاہرہ میں منعقد ہونے والی مسلم ممالک کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس میں شرکت کی غرض سے آئے ہوئے عراقی وفد کے ممبر سے کویت پر عراق کے جارحانہ حملہ سے صرف تین روز قبل کی اپنی گفتگو کی جو تفصیلات لکھی ہیں ان سے روز روشن کی طرح یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ صدام حسین اور ان کا پورا مجرمانہ گروہ کویت پر قبضہ کی پلاننگ کئے بیٹھا تھا، اور "پرامن گفتگو" وغیرہ کا ڈرامہ صرف لوگوں کو دکھانے کے لیے تھا۔

محمد القدادی کہتے ہیں کہ عراقی وزیر نے طویل گفتگو کے دوران مجھ سے کہا:-

ہم کویت سے دسیوں کلومیٹر سے زائد رقبہ کا مطالبہ کر سکتے ہیں، کویت کے ساتھ ہمارا سرحدی

---

[1] روزنامہ "الندوہ" ص ۳، کالم ۱، شمارہ ۹۵۹۵، جمعرات ۱۸ محرم ۱۴۱۱ھ مطابق ۹ اگست ۱۹۹۰ء
[2] الندوہ، مکہ مکرمہ، ۱۸ محرم ۱۴۱۱ھ

جھگڑا دیگر دو ملکوں کے مابین سرحدی جھگڑوں سے مختلف ہے۔ میں آپ کو یہ بھی نہ بتا دوں کہ کویت کبھی بصرہ کے صوبہ کا حصہ تھا:

محمد القدادی کہتے ہیں:

: میں نے ان سے کہا اگر آپ لوگ دسیوں کلومیٹر کا مطالبہ کریں گے تب تو سعودی عرب کے اندر پہونچ جائیں گے۔ اس صورت میں آپ سارا کویت قبضہ کر لیں گے"۔ انھوں نے غصہ سے اپنے ہونٹ کاٹنے شروع کئے۔ اور کہنے لگے: میں نے تو یہ بات نہیں کہی۔ آپ خود کہہ رہے ہیں کہ ہم کویت پر قبضہ کر لیں گے:

محمد القدادی کہتے ہیں،

: تین روز بعد جب واقعتاً عراق نے کویت پر حملہ اور قبضہ کر لیا تو میں مذکورہ عراقی وزیر کے پاس گیا۔ وہ مسکرا رہے تھے۔ میں نے کہا جناب عالی: لگتا ہے کہ تین روز قبل جو بات ہم لوگوں نے کہی تھی وہ صحیح ہو کر رہی؟!

تو انھوں نے بہت بیہودگی سے "ہاں" کہا۔ اور یہ بھی کہا کہ آپ نے صحافتی پیش قدمی کیوں نہیں کی؟[1]

(یعنی صحافی لوگ سیاق وسباق سے حالات کی پیش قیاسی کر دیتے ہیں۔ اس لئے کویت پر عراقی حملہ کی خبر آپ کو اپنے اخبار میں پہلے سے چھاپ دینی چاہئے تھی)

بگڑتی ہے جس وقت ظالم کی نیت

تیل برآمد کنندہ ممالک کی تنظیم "اوپیک" نے اپنے آخری اجلاس میں ہر ملک کے لئے پیداوار کی مقدار متعین کردی تھی اور فی بیپا ریٹ بھی متعین کر دیا تھا، کیوں کہ عراق کو اس سلسلہ میں سب سے زیادہ شکایت تھی کہ کویت اور سعودی عرب وغیرہ نے پیداوار بڑھا کر منڈی میں دام گرا دیا ہے اور عراق کی اقتصادیات برباد کردی ہے۔ لیکن ایک دوسرا مسئلہ عراق نے یہ کھڑا کر رکھا تھا کہ "رمیلہ" کے سرحدی علاقہ سے کویت مسلسل تیل چرا رہا ہے، اس لئے ڈھائی ارب ڈالر جرمانہ ادا کرے۔ اس مطالبہ کو مان لینے کا مطلب تھا کہ یہ بھی مان لیا جائے کہ یہ علاقہ بھی اسی کا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں ملکوں کے مابین عرصہ سے متنازعہ ہے۔ لیکن ظاہر ہے معروضی گفتگو کے ذریعہ کسی نتیجہ تک پہنچا جا سکتا تھا بشرطیکہ فریقین

---

[1] روزنامہ "الندوہ" ص ۱۶ شمارہ ۹۵۹۸ ۱۴؍اگست ۱۹۹۰ء

میں سے دونوں کی نیت درست ہو۔ ایک دوسرا اہم مسئلہ یہ تھا کہ آٹھ سال عراق ایران جنگ کے دوران کویت[1] نے سعودی عرب ہی کی طرح عراق کی غیر معمولی مالی اور اخلاقی مدد کی تھی، اسباب کی دنیا میں خدائے کریم کے بعد اسی مدد کے طفیل صدام حسین اب تک زندہ بخیر رہے، تاکہ احسان کا برائی سے اور وفاداری کا بدلہ جفاکاری سے دے کر ضرب المثل عربی احسان شناسی کو عربی جوانوں کے خون سے رنگین بنادیں۔ مزید برآں کویت نے عراق کو لاکھوں ڈالر بطور قرض بھی دیئے، جب جنگ بند ہو گئی حالات معمول پر آگئے تو اخلاقاً صدام حسین کو یک مشت نہ سہی آہستہ آہستہ یہ قرضہ ادا کردینا چاہئے تھا، لیکن انھوں نے بے مقصد طویل جنگ کی وجہ سے، اور دوسری طرف اپنی خون آشام انقلابی بعثی اشتراکی اور استبدادی آمریت کی وجہ سے عراق کو اقتصادی، اجتماعی اور سیاسی ہر اعتبار سے دیوالیہ بنا کر رکھ دیا، عراقی مسلم عوام عالمی سطح پر خیر و برکت کے اسلامی کاموں میں اپنے کویتی اور سعودی اور دیگر عربی بھائیوں کی طرح حصہ لینے سے یکسر محروم رہے، کیونکہ ان کے سربراہ نے انھیں اپنے کمیونسٹ آقاؤں کی طرح "کنویں کا مینڈک" بنے رہنے پر مجبور کردیا، یہ بات بھی ریکارڈ کرنے کی ہے کہ عراق بہت بڑی تجارتی مقدار میں تیل پیدا کرتا ہے، ماہرین اقتصادیات کے

---

[1] بلکہ کویت کو عراق ایران جنگ کے دوران جن خطروں اور نقصانات کا سامنا کرنا پڑا، غالباً کسی اور خلیجی ملک کو نہ کرنا پڑا ہوگا اس سلسلہ کے چند واقعات درج ذیل ہیں (۱) ۱۲ دسمبر ۱۹۸۳ء کو سات دھماکے ہوئے جن کے نتیجہ میں کئی فرزندان کویت شہید ہو گئے (۲) ۲۲ نومبر ۱۹۸۴ء کو کویت کا "کاظمہ" نامی جہاز اغوا کر کے ایران لے جایا گیا جہاں ۲ مئی ۱۹۸۶ء تک پڑا رہا (۳) ۷ رمضان ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۸۵ء کو امیر کویت شیخ جابر الاحمد الصباح کو قتل کرنے کی کوشش کی گئی۔ (۴) ۱۱ جولائی ۱۹۸۵ء کو کئی چائے خانوں (قہوہ خانوں) میں دھماکے ہوئے (۵) کویت کے بحری تیل ٹینکر کو کئی مرتبہ نشانہ بنایا گیا (۶) ایک موقع پر کویت کا "الجابریہ" نام کا طیارہ اغوا کرلیا گیا (۷) چینی ساخت کے راکٹوں سے ایران کی طرف سے کویت کو نشانہ بنایا گیا، (دیکھیے مضمون "اس وقت اصل مسئلہ کویت ہے" تحریر: استاذ حسن عبدالحی قزاز، الندوہ، ص ۳، شمارہ ۹۶۰۲، ۲۵ محرم ۱۴۱۱ھ، مطابق ۱۶ اگست ۱۹۹۰ء

مطابق اگر وہاں اشتراکیت اور بعثیت نما کمیونزم کا منحوس سایہ نہ ہوتا اور سب سے بڑھ کر صدام حسین ایسے آمر مطلق نہ ہوتے جن کو اپنی رعایا اور اپنے ملک سے ذرہ برابر بھی وفاداری نہیں ہے تو آج وہ بھی ایک مالدار ترین عربی ملک ہوتا، اسی المناک صورت حال کا نتیجہ ہے کہ عراق دیگر عربی ملکوں کی طرح آج تک وسیع تر عالم اسلام کے کسی خطہ میں کسی اسلامی منصوبہ کو روبہ عمل لانے میں کوئی حصہ نہیں لے سکا، جب کہ سعودی عرب، کویت، قطر، امارات کی حکومت اور دیگر عرب ممالک کا نام اس سلسلہ میں تاریخ کی پیشانی پر جلی حروف سے کندہ ہوچکا ہے، بہرصورت عراقی اقتصادیات کے حد درجہ مفلوج ہونے کی وجہ سے صدام حسین اس قرض کو ادا کرنے سے کترانے لگے، اور اپنے ہم پیشہ خیانت کاروں اور بددیانتوں کی طرح اس سلسلہ میں نہ صرف ٹال مٹول سے کام لینے لگے بلکہ اس سے دست بردار ہوجانے کے لئے کویت پر زور ڈالنے لگے، بہت ممکن تھا کہ کویت اس کو معاف کردیتا، اگر معقول طریقہ سے عراق کی طرف سے گفت وشنید کی جاتی، اور صدام حسین کویت سے آرزومند ہوتے کہ چونکہ ہم لوگ مفلس ہیں اس لئے فی سبیل اللہ سابقہ احسانات کی طرح سیر چشم کویت اس قرض سے بھی چشم پوشی کرے، لیکن اس نے معقولیت کی ساری حدود کو پھلانگ کر اپنے رفقار کار یعنی ڈاکوؤں، لٹیروں، چوروں، اور دہشت گردوں کی طرح دھونس اور دھمکی کا راستہ اختیار کیا، کیونکہ وہ جارحیت کا منصوبہ وضع کرچکے تھے، اور بقول شاعر ؎

بگڑتی ہے جس وقت ظالم کی نیت ؛ نہیں کام آتی دلیل اور حجت

بین اقوامی سیاسی تجزیہ نگاروں اور ماہرین اقتصادیات کے مطابق صدام حسین نے عراق و کویت کے مابین، پڑوس، قرابت، اور زبان و مذہب کے مشترک مضبوط اور دیرینہ رشتوں کی اس درجہ پامالی کا یہ گھناؤنا اقدام اسی لئے کیا تاکہ کویت کی دولت پر ہاتھ مار کر گرتی ہوئی عراقی اقتصادیات کو سہارا دیا جاسکے، دوسری طرف کویت کو ہمیشہ کے لئے اس بعثی اور صدامی شہنشاہیت کا جزو لاینفک بنا لیا جائے جہاں جنگل کا قانون رائج ہے، یقیناً صدام نے سوچا ہوگا کہ اگر ان کی اسکیم کامیاب ہوگئی تو وہ عرب کے سارے قائدین سے زیادہ مالدار بن جائیں گے، خصوصاً اگر وہ اس کے بعد ہی سعودی عرب پر قابض ہوکر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے جھنڈے تلے امن و استحکام، مذہب و اخلاق، علم و فضل، اور خوش حالی سے بھری پُری اس کی سرزمین میں وہ ہر چیز سے محروم اور ہر شر سے آشنا خون افشا آمریت

بعثیت اور اشتمالیت کا منحوس بیج بونے میں کامیاب ہوگئے. ظاہر ہے کہ اس کے بعد وہ یکے بعد دیگرے سارے عرب ممالک کو نگل کر وہاں بچی کھچی اسلام پسندی کا خاتمہ کر دینے کے بعد الحاد و خدا بیزاری کے لئے فضا سازگار بنادیں گے. انھوں نے دل میں سوچ رکھا تھا. تب سارے عرب مجھ سے ڈریں گے، مشرق ومغرب پر میری حکمرانی ہوگی، میں ممتاز ہیرو سمجھا جاؤں گا، اگر زندگی نے وفا کی، اس کے بعد کہ میں عربوں کی اکثر آبادی کو نیست ونابود کر چکا ہوں گا، اور عربیت اور اسلام سے منسوب ہر قابل احترام چیز کی حرمت کی پامالی سے میں فارغ ہو چکا ہوں گا. جی ہاں. ان کی پلاننگ کچھ اسی طرح تھی، لیکن قضا وقدر ان کے کباب میں گویا ہڈی بن گئی.

ایک ضروری وضاحت:-

راقم الحروف یہاں اس بات کو واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہے کہ اس کا ہرگز یہ دعویٰ نہیں کہ سعودی عرب یا کویت یا امارات یا دیگر خلیجی ملکوں کے عرب حکمراں، معصوم فرشتے ہیں، یا وہ عمر بن عبدالعزیز یا سعید بن المسیب یا حسن بصری ہیں، درحقیقت ان میں بہت خامیاں ہیں، ان کی خاصی اصلاح کی ضرورت ہے، مجھے جو بات اس وقت کہنی ہے وہ یہ کہ وہ بہرصورت صدام حسین سے ہر طرح بہتر ہیں، وہ لوگ اپنی کمزوریوں کے باوجود پہلے بھی اسلام کا دم بھرتے رہے ہیں، اور انشاء اللہ آئندہ بھی ایسا ہی کرتے رہیں گے، لیکن صدام حسین نے اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ اب اسلام کا نام لیا ہے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا، اور "بتوں نے ستایا تو خدا یاد آیا"

جہاں تک سعودی عرب اور کویت کا تعلق ہے، تو سرکاری اور عوامی دونوں سطح پر، دنیا کے ہر گوشہ میں اسلامی سرگرمیوں کی خدمت میں ان کا ہاتھ بہت لانبا رہا ہے اور انشاء اللہ رہے گا یہ ایک ایسی تابناک حقیقت ہے جس کو کسی دلیل سے ثابت کرنے کی تب ہی ضرورت ہو سکتی ہے جب صدام حسین کے زندہ سلامت رہنے کو کسی دلیل سے ثابت کرنے کی ضرورت ہو. دنیا جانتی ہے کہ دونوں صلح پسند اور اپنے دیگر دوست عرب ملکوں کی طرح باہمی اختلافات کو دوستانہ بات چیت کے ذریعہ حل کر لینے کے علمبردار رہے ہیں، سعودی عرب کو اسلامی عربی اشتراک وتعاون کی فضا سازگار کرنے اور مسلمانوں میں یگانت پیدا کرنے میں ایک طرح کا امتیاز حاصل رہا ہے وہ ہمیشہ جذباتیت، تنابز بالالقاب اور تیز وتند لہجہ کے استعمال سے پرہیز کرتا رہا ہے. پوری دنیا کے مسلمانوں

کو سعودی عرب کی اسلام پسندی، اسلام پر فخر، کتاب و سنت کے احکام کی پیروی، اور اس ناہموار دنیا میں اسلام کا نام بلند آہنگی سے لینے کو بے حد پسندیدگی اور قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ جس میں "اسلام" کے لفظ تلخ کو دشمنوں کی بات تو جانے دیجئے، خود صدام حسین ایسے بہت سے عرب و مسلمان سربراہ یکسر پسند نہیں کرتے، کھلے اور چھپے ہوئے دشمنانِ اسلام کسی ایسے انسان کو بھی گوارہ نہیں کر پاتے جو اسلام کا نام طاقت اور اعتماد کے ساتھ لے، ان کا جب بھی بس چلتا ہے اس کو راستہ سے ہٹا دیتے ہیں، اسلامی اشتراک و اتحاد کے قائد شاہ فیصل اور ان کے بعد مسئلہ افغانستان کے اصل ہیرو اور پاکستان کا سیاسی اور اجتماعی قبلہ درست کرنے والے جنرل محمد ضیاء الحق کو اسی جرم کی پاداش میں اسٹیج سے ہٹا دیا گیا، افغانستان اور فلسطین کے مسئلہ میں بھی سعودی عرب کی اخلاقی اور مالی مدد سارے عربی اور اسلامی ملکوں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ رہی ہے۔ دوسرا نمبر غالباً کویت ہی کا ہوگا۔ پھر دیگر خلیجی اور اسلامی ملکوں کا، لیکن فلسطین یا افغانستان کے سلسلہ میں ہم لوگوں نے صدام حسین کی کسی کوشش کا کوئی تذکرہ نہیں سنا۔ ان کا نام پہلی مرتبہ عالمی ذرائع ابلاغ میں ایران عراق جنگ کے بعد سننے کو ملا۔ اور اب کویت پر ان کے حملہ کے بعد ان پر ہر طرف سے تھو تھو ہو رہی ہے۔ یا ان کا نام ایک بین الاقوامی مجرم کی حیثیت سے بار بار آ رہا ہے کہ وہ اپنے مخالفین پر (فوجی ہوں یا شہری) اکثر اپنی ریوالور سے گولی چلایا کرتے ہیں۔ اور مزدوروں کے سلسلہ میں بیگار کے ایسے جابرانہ اصول پر کاربند ہیں جس سے فراعنۂ مصر بھی ناواقف تھے۔ اگر کوئی مزدور ہمت کر کے کچھ مانگ بیٹھتا ہے تو اس کو ڈنڈوں سے نوازا جاتا ہے۔ عراق کے سینے پر جب سے وہ سوار ہوئے ہیں کسی کارِ خیر میں انھوں نے کوئی حصہ لیا ہو یہ سننے کو نہیں ملا، ہاں آج ان کے بہت سے کارندے ان کو ضرور "حاتم" ثابت کرنے کی کوشش کریں گے۔

اسلام ایک ناقابل تبدیل قدر

یہاں ہم یہ بھی واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اسلام ایک ناقابل تبدیل قدر کا نام ہے، وہ کوئی ایسی "سیال شئی" اور "قابل تبدیل مادہ" نہیں ہے کہ اہل غرض منافقین حتیٰ کہ خود اندرونِ صف موجود دشمن جب چاہیں اسے اپنی خواہشات کے سانچے میں

ڈھال لیں، اور سادہ لوح نوجوانوں، عوام کالانعام اور ناعاقبت اندیش جذباتیوں کو یہ کہہ کر دام فریب میں لے آئیں کہ "آؤ جہاد کی طرف" "جمع ہو جاؤ دشمنوں سے لڑنے کے لئے"، ظاہر ہے کہ ان کا یہ جہاد کا نعرہ سراسر اپنے مفادات کی خدمت ہے، اور دشمن ان کے نزدیک وہی لوگ ہیں جو ان کے مفادات کے دشمن ہیں، ہرچند کہ وہ سچے اور پکے مسلمان ہی کیوں نہ ہوں، اگر کچھ بندگان خدا اس طرح کے قسمت آزما لوگوں سے دھوکہ کھا جائیں تو یقیناً خدا تو دھوکہ نہیں کھائے گا، جو اس کائنات میں مطلق تصرف کا حق رکھتا ہے، اور اطمینان کی بات یہ ہے کہ یہ عالم رنگ وبو ان غلط انسانی نمونوں کے علی الرغم کلی طور پر ان کی خواہشات کی راہ پر نہیں چلتا۔

عالم عربی کا صدام حسین سے چند سوال :-

● —— عالم عربی (جیسا کہ گذشتہ سطروں میں کہا گیا) بڑی حد تک متحد ہو چلا تھا، اور ایران عراق جنگ کے بعد جس نے اس کی دولتوں کو اسفنج کی طرح چوس لیا تھا، اس نے ابھی سنبھالا ہی لینا شروع کیا تھا، اب جب کہ صدام حسین نے ایران کی ساری شرطیں تسلیم کر لی ہیں۔ ان سے پوچھ سکتا ہے کہ

تم نے شروع ہی میں یہ شرطیں کیوں نہ قبول کر لی تھیں، اس طرح دسیوں لاکھ انسانی جانوں کی قربانی اور کھربوں عربی ڈالر کی بربادی تو نہ ہوتی، نیز عراق ایسا بھوکا، ننگا، فقیر اور دیوالیہ تو نہ ہوا ہوتا کہ تم کو پڑوس میں ڈاکہ ڈالنے کی ضرورت پڑ گئی؟ ایسا تو نہیں کہ تم کسی مشرقی یا مغربی بلاک کے کارندہ ہو، عالم عربی اور عراق پر ان کو برباد کرنے کے لئے مسلط کئے گئے ہو؟۔

● —— اس طویل جنگ کی وجہ سے نہ صرف عراق بلکہ عالم عربی کی اقتصادیات کو برباد کیا، اس سے بڑھ کر یہ کہ اس کی وجہ سے عرب دنیا خصوصاً اور اسلامی دنیا عموماً فلسطین، افغانستان، مسلم اقلیتوں کے مسائل، اور دیگر بے شمار عربی اور اسلامی مسائل سے بڑی حد تک غافل ہو گئی، جنگ بند ہونے کے بعد اب امید تھی کہ عالم عربی اپنی منتشر طاقتوں کو اکٹھا کر کے ان اہم مسئلوں پر توجہ دے گا، لیکن تم نے کویت پر حملہ کر کے پھر ان مسائل سے توجہات دوسری طرف الجھادی ہیں، کیا ایسا تو نہیں کہ تم اسرائیل یا روس کے ایجنٹ ہو؟ یا پھر انتہا درجہ کے ملحد اور دشمن اسلام ہو، اسلام اور عربیت کو ایک آنکھ بھی نہیں دیکھ سکتے، اور

چور بولے زور سے" کے اصول سے تم مسلمانوں کی صف میں در آئے ہو، اور ان سے زیادہ بلند آواز سے" اسلام" کا نام لینے لگے ہو تاکہ کسی کا ذہن بھی تمھارے سلسلہ میں دوسری بات نہ سوچ سکے؟۔

● —— عرصے کے بعد عربی افق پر عربی اور اسلامی اشتراک وتعاون کا سورج طلوع ہوا تھا، لیکن کویت پر اپنے جارحانہ حملے اور قبضہ، نیز سعودی عرب کی سرحد پر لاکھوں فوجیوں کی بھیڑ جمع کرکے، اور اس وقت سے اب تک نت نئے اشتعال انگیز بیانات دے کر، تم نے عربی صفوں میں انتشار پیدا کردیا ہے، اختلافات اور گروہ بندیاں از سر نو شدّت کے ساتھ ابھر آئی ہیں اور مستقبل قریب میں دلوں کے جڑنے، اور اختلافات کی خلیج کے پٹنے کی کوئی امید نہیں، ایسا تو نہیں کہ دور یا نزدیک سے تمھارا سلسلۂ نسب یہودیوں سے جا ملتا ہو۔ یا عقیدتاً تم صیہونی ہو؟ لیکن اب تک ہم لوگ صرف یہی جانتے تھے کہ تم خون ریز استمالی، اشتراکی اور بعثی ڈکٹیٹر ہو، اور ایک آزاد اور شریف عربی کے اخلاق سے تمھیں دور کی بھی نسبت نہیں؟!۔

● —— تمھارے ایسا مدہوش اور مجنون ہی یہ شبہ کرسکتا ہے کہ عالم عربی پر تمھارے ہاتھوں مسلط کردہ اس کی تاریخ کے پیچیدہ ترین بحران سے، سب سے پہلے اور سب سے زیادہ فائدہ اسرائیل، امریکہ اور ان مغربی ممالک ہی کو پہونچ سکتا ہے جو اسلام اور عربیت کی گھات میں لگے رہتے ہیں، میں نہیں سمجھتا کہ تم اس اقدام سے قبل اس کو نہیں سمجھ سکے ہوگے، تو کیا تم اسلام اور عربیت کی تمام دشمن طاقتوں کے ہاتھ میں ایک ہتھ کنڈہ تو نہیں ہو؟ اور یہ ساری تادیبی کارروائیاں جو تمھارے خلاف یہ طاقتیں کر رہی ہیں، ہوسکتا ہے کہ در حقیقت ان بہت سارے عجیب وغریب ڈراموں میں سے ایک ہو جو اس دنیا کے اسٹیج پر پیش ہوتے رہتے ہیں، کہ یہ دنیا تضادات اور عجائبات کی آماج گاہ ہے۔!

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے حیرت انگیز واقعات

تالیف: مولانا عبدالقیوم حقانی
ضخامت :- ۲۷۲ صفحات
قیمت :- ۵۰/- روپے

اردو کی سب سے پہلی اور کامیاب کاوش، فکر ونظر، علم وعمل، تاریخ وتذکرہ، فقہ وقانون، اخلاص وللّٰہیت، طہارت وتقویٰ، سیاست واجتماعیت، جذبہ اصلاح انقلاب امت، تبلیغ واشاعت دین، تعلیم وتدریس، غرض ہر جہت جامع اور نفع بخش

مؤتمر المصنفین —— دار العلوم حقانیہ —— اکوڑہ خٹک —— پشاور